حافظ راشد الحق سمیع
ایگزیکٹو ایڈیٹر ماہنامہ الحق

سفر علم و آگہی

"الحق" ماضی حال اور استقبال کے آئینہ میں

فرقِ باطلہ کا تعاقب!

(۳)

منکرین حدیث

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل وجہ وجودِ کائنات ذات قدسی صفات شافع محشر سید البشر فخر اولین و آخرین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی آج اس عالم آفاق اور جہان انفاس کی رونقیں قائم ہیں۔ اور آپ ہی کے صدقے اس کارخانۂ رنگ و بو اور گلزار ہست و بود کے ہنگامے جاری ہیں، رب ذوالجلال نے اس ظلمت کدۂ عالم کے لیے ہی آپ کو آفتاب نبوت بنا کر بھیجا تاکہ شرک و جہل کی تیرگی میں بھٹکی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کی جاسکے۔ آپ کے انہیں بے پناہ و بے پایاں احسانات نوازش اور انعامات کے باعث ہی آپؐ کی محبت و اطاعت ہر مسلمان کے لیے عین ایمان کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اسی جذبۂ عشق و محبت کی بنا پر عاشقانِ رسولؐ نے اپنے محبوب کے ہر فعل و قول ہر عمل ہر تقریر ہر انداز اور ہر ادا کو محفوظ کیا۔ یہاں تک کہ روایات میں آیا ہے کہ حضرات صحابۂ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو مبارک سے جو پانی گرتا تھا۔ وہ انہوں نے زمین پر آنے نہیں دیا۔ اور ہر ایک پروانۂ رسالت مآب کی یہ تمنا ہوتی کہ میں ہی یہ آبِ شفا اپنے سر آنکھوں اور بدن پر مل لوں۔ اور حدیث پاک میں یہ الفاظ آئے ہیں کادوا ان یقتتلون۔ اور اسی طرح آنحضورؐ کے پسینہ مبارک کو بھی محفوظ کیا گیا یہ تو عشق و محبت اور وارفتگی کی ادنیٰ سی جھلک ہے جب کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ کے ایک اشارۂ ابرو پر سینکڑوں صحابۂ کرام اور عاشقانِ رسولؐ نے اپنی جانیں نچھاور کیں۔

ہم نے ان کے سامنے اوّل تو خنجر رکھ دیا
پھر کلیجہ رکھ دیا دل رکھ دیا سر رکھ دیا

قطرۂ خونِ جگر سے کی تواضع عشق کی
سامنے مہمان کے جو تھا میسر رکھ دیا داغ دہلوی

اور جامِ شہادت نوش فرما کر ابدی اور لازوال نعمتوں سے ہمکنار اور سرفراز ہوئے اور اسی امتحان
ن ومحبت میں کامیاب ہو کر خداوند قدوس کی طرف سے ان کو سندِ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور اولئک
ین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ ورزق کریم کی خلعت فاخرہ عطا ہوئی۔ انہیں
نثاروں اور جاں سپاروں نے اپنے خون سے گلشنِ محمدی کی آبیاری اور حفاظت کی۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

یہ تو ان جاں نثاروں کی عقیدت ومحبت کا تعلق تھا۔ رہا آپ کے ارشادات تو ان خاوندانِ عقل وبصیرت
ابۂ کرام) کو اس حقیقت کا بخوبی ادراک تھا۔ کہ ان کے درمیان رشد وہدایت اور علم وعرفان کی جو شمعِ ازل
اں ہے تو انہوں نے اس روشنی سے زیادہ سے زیادہ کسبِ فیض کی کوشش کی۔ تاکہ آئندہ امت کے
لئے حضور کے قیمتی فرمودات صدراً اور سطراً محفوظ کیے جاسکیں۔ چنانچہ سب سے پہلے دینی مدرسہ کے
جو کہ اصحاب صفہ کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو حفظ کرنا
ع کیا۔ اور بعض نے جو لکھنا جانتے تھے انہوں نے ان کو قلمبند کرنا شروع کیا۔ جیسا کہ ارشاد رسول صلی
علیہ وسلم سے ثابت ہے اکتبوا لابی شاہ اور اسی طرح فلیبلغ الشاھد منکم الغائب بہرحال
طویل الذیل مسئلہ ہے اور اس پر بہت بڑی اور ضخیم کتابیں تصنیف کی گئی ہیں۔ لیکن ہم یہاں پر مختصراً
جمالاً انہی کاوشوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں، چنانچہ احادیث کا ایک وافر حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
صحابۂ کرام کو لکھوایا۔ یا پھر آپ ہی کی ایماء پر اس کو تحریری انداز میں ڈھالا گیا۔ مثلاً کتاب الصدقہ میں
ر صلی اللہ علیہ وسلم نے فریضۂ زکوٰۃ سے متعلقہ احکام تفصیلی طور پر لکھوائے تھے۔ جس میں قابل زکوٰۃ
، پر زکوٰۃ کی شرح اور نصاب، تفصیل سے موجود تھا۔ اس فرمان کو کتاب الصدقہ کہا جاتا ہے۔ حضرت
اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کتب رسول اللہ کتاب الصدقۃ فلم یخرجہ الی عمالہ حتی
ی فقرنہ بسیفہ فلما قبض عمل بہ ابوبکر حتی قبض وعمل بہ عمر حتی قبض وکان
فی ضمن من الابل شاہ

اسی طرح صحیفہ عمرو بن حزام ایک تاریخی اہمیت کی حامل دستاویز ہے جب حضور نے اپنے صحابی عمرو بن حزام
کا گورنر مقرر کیا۔ تو آپ نے حضرۃ ابی ابن کعب کو ایک کتاب لکھوائی اور اسے حضرۃ عمرو ابن حزام کے سپرد کیا۔

اور پھر اس کے بعد باقاعدہ طریقہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ہدایت پر ابن شہاب زہری ا
اس کے دیگر ساتھیوں نے ان ذخائر کی تدوین شروع کی، اور انہوں نے انتہائی عرق ریزی اور کدوکاوش
یہ منتشر ذخیرے مرتب کیے۔ اور حزم واحتیاط کی وہ وہ مثالیں اس فن میں قائم کیں جس کی نظیر نہیں
اس لیے ان کے سامنے حضورؐ کا یہ ارشاد من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار
تھا کہ حضورؐ کے اس وعید کے تحت کوئی غیر قول رسول حضورؐ کو منسوب نہ کیا جائے تو محدثین عظام۔
اس کے لیے ایسی چھلنی کا انتخاب کیا۔ اور ایک ایسا میزان اور پیمانۂ صدق وصفا وضع کیا کہ رہتی دنیا تک
مسلمانوں کو اس پر ناز رہے گا چاہے یورپ اور سائنسدان چاند پر کمندیں ڈالیں۔ ستاروں کو مسخر کر
لیکن وہ علم اور وہ کیمیا جو کہ مسلمانوں کے پاس ہے اور ان کا طرۂ امتیاز ہے جس کو علم اسماء الرجال کہ
ہیں یہ علم ماسوائے مسلمانوں کے اور کسی کے پاس بھی نہیں۔ مثلاً آج اگر کوئی عیسائی پادری و یہودی راہ
یہ دعویٰ کرے کہ عیسیٰ علیہ اسلام یا موسیٰ علیہ اسلام نے یہ فرمایا ہے۔ تو ہم ان سے پوچھیں گے کہ آپ
یہ قول یا یہ فرمان کس واسطے سے پہنچا ہے اور آیا وہ واسطہ سچا بھی ہے یا نہیں اور جس کتاب میں
اس کے مصنف کا کیا مرتبہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ تو بہت دور کی بات ہے ان کی آسمانی کتابیں اتنی م
اور تحریف زدہ ہیں کہ خود ان کے نزدیک بھی یہ اسی شکل میں موجود نہیں۔ جس شکل میں یہ نازل
تھیں۔ بخلاف اس کے مسلمانوں کے پاس جو علم اسماء الرجال ہے اس کی بنیاد پر حضورؐ تک والے
ان کے پاس موجود ہیں، جو پوری چھان پھٹک جرح وتعدیل اور تحقیق دریسرچ کے اعلیٰ ترین معیار
سے گزرے ہیں۔ جن کو خود مستشرقین نے بھی تسلیم کیا ہے۔

اس تمہید کے بعد ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں کہ اسلام کی یہی بدیہی حقیقتیں اور ق
وسنت اور شعائر اسلام کی اس درجہ حفاظت واہتمام اور پھر سنتِ رسولؐ پر عرصہ دراز سے
کا عمل پیرا رہنا اور پھر اسی سنت نبویؐ سے زندگی کے ہر شعبے میں اس کو اپنے لیے مشعل راہ بنانے
اور اپنے لیے حدیث پاک قرآن کے بعد قطعی دلیل برہان اور حجت ماننا یہود ونصاریٰ کو گراں گزرا
اور مسلمانوں کا اپنے دین و مذہب اور اپنے رسول اور اس کی سنت سے اس درجہ محبت وعقیدت
اخلاص کا رشتہ نبھائے رکھنا۔ تو اسی فخر و امتیاز کو انہوں نے توڑنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے
بنائے۔ اور پھر صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں عبرتناک شکستوں کے بعد ان کی دشمنی اور ج
انتقام مسلمانوں کے لیے اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ اور انہوں نے ایک گروہ کو مسلمانوں کے علوم و فنو

حاصل کرنے کے لیے مقرر کیا۔ تاکہ جنگی محاذ پر ہارنے کے بعد اب مسلمانوں کا علمی انداز میں اس محاذ پر مقابلہ کیا جائے، اور کسی بھی طریقے اور ہتھکنڈے سے ان کے عقائد و افکار اور دستور حیات کی جو عمارت ان ستونوں پر کھڑی ہے (یعنی سنتِ رسول اور احادیثِ مبارکہ) ان کو ہلایا جا سکے۔ تاکہ مسلمانوں کے جو اصل مآخذ اور عمود و مصادر ہیں وہ کمزور اور مشکوک ہو جائیں اور جب اس کی حیثیت کو ہم اپنی نام نہاد تحقیق و ریسرچ کے ذریعے ضعیف اور مشکوک کریں گے۔ تو باقی یقین و عقیدت کی عمارت خود بخود گر جائے گی۔ یہودیوں عیسائیوں اور مستشرقین کے ان خفیہ منصوبوں اور سازشوں کی ایک جھلک کا پردہ ان کے مشہور جاسوس سر ہمفرے نے چاک کیا ہے۔

فتنہ انکار حدیث کوئی نیا فتنہ نہیں بلکہ سالہا سال سے یہ فتنہ مختلف تحریکات اور مختلف اشخاص کے روپ میں اپنا سر اُٹھاتا رہا ہے۔ اور اسی سلسلے کی کڑی برصغیر میں سرسید احمد خان اور عبداللہ چکڑالوی تھے۔ جنہوں نے اس تحریک کی داغ بیل ڈالی۔ اور اس میں ان کو فرنگی سامراج کی مکمل تعاون اور حمایت حاصل رہی۔ بعد ازاں کسری پرویز اور مرزا غلام احمد کے ہمنام غلام احمد پرویز نے انکار حدیث کو اپنا مشن بنایا اور بدقسمتی سے وہ شخص اس تحریک کا داعی بنا۔ جو کہ قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھ خصوصی تعلق کی بنا پر ایک معتبر شخصیت کے حوالے سے ابھرا، اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ اس کو سرکاری سرپرستی بھی حاصل ہوگئی۔ اور میڈیا اور دیگر سہولتیں بھی اس کو میسر آگئیں۔ مگر الحمد للہ علماء اس سلسلے میں میدان میں اترے اور انہوں نے اس شخص کے مکروہ چہرے کی نقاب کشائی کی، اور یہاں بھی الحق نے ہراول دستے کا کردار ادا کیا، اور اس فتنہ پر بھرپور ضربیں لگائیں، اور نہ صرف یہ کہ علمی انداز میں ان کا تعاقب کیا۔ بلکہ مسلمانوں کو اس فتنے کے دام تزویر میں پھنسنے سے بھی آگاہ کر دیا۔ اس ضمن میں بہت ہی اہم مضامین ماہنامہ الحق کے صفحات کی زینت بنے۔ اور حجیت حدیث کے موضوع پر انتہائی علمی مقالات سامنے آئے۔ حضرت والد صاحب مدظلہ نے اس اہم موضوع کے لیے اپنا قلم وقف کیا۔ اور ایسے زوردار شذرات، علمی اداریے اور نقوش آغاز رقم کیے۔ جس سے بذاتِ خود ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے۔

مزید معلومات کے لیے والد صاحب مدظلہ کے اداریوں پر مشتمل کتاب اسلام اور عصر حاضر ملاحظہ فرمائیں اسی طرح اسی موضوع پر مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے تحقیق و ریسرچ کے عطر میں ڈوبے ہوئے مقالات اور پھر مولانا مظہر اللہ مدرار صاحب کے کئی قسطوں پر مشتمل مضامین الحق میں شائع ہوئے۔ جو کہ بعد میں کتابی شکل میں بھی پرویز اور قرآن کے نام سے طبع ہوئے۔ الحق کے پرانے قارئین کو مولانا محمد زمان حقانی

کے وہ مقالات بھی ذہن میں ہوں گے، جو کہ انہوں نے مشہور سلسلہ بث تمنا عمادی کی تردید میں لکھے۔ علاوہ ازیں الحق میں وقتاً فوقتاً سینکڑوں صفحات پر مشتمل علمی و تحقیقی مضامین آئے۔ جس سے اس فتنہ کی حقیقت الم نشرح ہوگئی۔

ان ناعاقبت اندیش کج دماغوں اور گمرہان طریق صدق وصفا نے تو سوچا تھا کہ ہماری اس نام نہاد تحقیق و ریسرچ کی آڑ میں چودہ سو سالہ پرانی متاع عزیز اور جنس گرانمایہ و نکتہ ہائے خرد افزا (یعنی ذخیرہ حدیث) کو ضائع اور مشکوک کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ لیکن ایں خیال است و محال است و جنوں۔ اور بقول اقبالؒ۔

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی!

اس فتنے کے خلاف بھی الحق نے وہی کام کیا جس طرح اس نے فتنہ قادیانیت کی چیتہ کو آگ لگائی تھی۔ یمحو اللہ الباطل و یحق اللہ الحق بکلمتہ　　(جاری ہے)

قارئین محترم! اللہ کے فضل وکرم سے الحق گذشتہ تیس سال سے اپنی معنوی افادیت کے ساتھ ظاہری حسن طباعت اور اپنی علمی و دینی حیثیت میں سرگرم عمل ہے، چونکہ اشاعت کا مقصد کاروبار نہیں اس لیے اپنے مصارف میں بسا اوقات مقروض بھی رہا ہے۔ ادارہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ قارئین پر زیادہ بوجھ نہ پڑے مگر گذشتہ سال دو سے ہوش ربا گرانی اور مہنگائی کے عفریت نے ہر جگہ توازن کو تہہ و بالا کرکے رکھ دیا ہے کاغذ اور پریس کے اخراجات کسی پر مخفی نہیں ہیں ان مشکلات کے پیش نظر الحق کے بدل اشتراک میں اضافہ ناگزیر ہو گیا ہے۔ قارئین حسب معمول علم پروری کا ثبوت دیتے ہوئے یہ معمولی سا اضافہ اپنے لیے بار خاطر نہ سمجھیں گے۔ آئندہ شرح فی پرچہ ۱۲ روپے اور سالانہ ۱۲۰ روپے ہوگی۔　(ادارہ)